آصف ہارون☆

[قسط اوّل]

# رقص و وَجد اور ڈاکٹر طاہر القادری کا مبلغ علم

عصر حاضر میں مغربی تہذیب کی چکا چوند سے بہت سے مفکرین کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ اگر ہم بنظر عمیق اپنے اِردگرد کا جائزہ لیں تو ہمیں بہت سے مبتدعین اور متجددین نظر آئیں گے جو کہ نہ صرف خود ذہنی انتشار کا شکار ہیں بلکہ اپنے فکری انتشار کو پھیلانے میں بھی کوشاں ہیں۔ انہوں نے ظاہری طور پر لبادہ تو مذہب کا اوڑھا ہوا ہے، لیکن حقیقت میں دین سے بیزاری اور اَحکاماتِ شرعیہ کی فراموشی اُن کا بہترین مشغلہ اور شیوہ ہے۔ چنانچہ ان کا اَولین فریضہ یہی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے مسلماتِ اسلامیہ کا انکار کیا جائے یا کم از کم ان میں تشکیک ضرور پیدا کردی جائے تاکہ اپنی فکری زیغ وضلال کو 'علم وتحقیق' کے نام سے صحیح باور کرایا جاسکے۔

لہٰذا یہ لوگ تہذیبِ جدید سے مسلمانوں کو ہم آہنگ کرنے کیلئے نت نئی بدعات وخرافات ایجاد کررہے ہیں اور قرآنی آیات اور اَحادیث نبویہ سے غلط بلکہ بودے استدلالات کررہے ہیں اور کم فہمی کی بنا پر نہ صرف سادہ لوح مسلمانوں کو بیوقوف بنا رہے ہیں بلکہ ان کو ضلت وضلالت کی ایسی اندھیر نگری کی طرف دھکیل رہے ہیں جہاں سے واپسی ناممکن ہے۔

ان دانشور اور عقل مند شخصیات میں سے ایک شخصیت پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی ہے جو اس سلسلے میں کافی سبک خرامی سے کام لے رہے ہیں۔ سلف کے منہج سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کرنا، کتاب وسنت کی من مانی تعبیر کرنا، شاذ اور متروک اَقوال کے سہارے دین حنیف میں تشکیک پیدا کرنا تو یہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ تعجب خیز بات ہے کہ سکہ بند دین سے وابستہ بعض حضرات بھی بسا اَوقات اُن کے دامِ تزویر میں پھنس جاتے ہیں اور اُن کی قلم کاری پر سر دُھنتے ہیں۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون!

ڈاکٹر صاحب نے ماہنامہ 'منہاج القرآن' جلد۲۱، شمارہ۳، مارچ ۲۰۰۷ء میں 'عید میلاد النبیﷺ'، محفل سماع، محفل نعت کے موقع پر مروّجہ رقص وسرود اور وجد وکیف کو سندِ جواز بخشنے پر ایڑھی

---

☆ فاضل کلیۃ الشریعۃ، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ یہ مضمون دراصل ڈاکٹر صاحب کے دورۂ صحیح بخاری میں دیئے گئے دروس میں سے ایک درس کی ترتیب وتدوین تھا۔ جس میں انہوں نے صحیح بخاری کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے عجیب وغریب موشگافیاں کیں اور دیوانگی اور عشق کے نشے میں رقص وسرود اور وجد وکیف کو نہ صرف سندِ جواز عطا کی بلکہ اس کو سنتِ صحابہ کرام سے بھی موسوم کیا۔ أعاذنا الله منه

چنانچہ کہتے ہیں:

## باب أصحاب الحراب في المسجد

### ''حراب والے مسجد میں''

قال أخبرني عروة بن الزبير أنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَوْماً عَلَى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ زاد إبراهيم بن المنذر حدثنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب عن عائشة قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ“

''مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر پہنچائی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک دن اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اس وقت حبشہ کے لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی چادر میں چھپالیا تاکہ میں ان کے کھیل کو دیکھ سکوں۔ ابراہیم بن منذر سے حدیث میں یہ زیادتی منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے ابن شہاب کے واسطہ سے خبر پہنچائی۔ وہ عروہ سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب کہ حبشہ کے لوگ چھوٹے نیزوں (حراب) سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔''

روایت مع ترجمہ ہم نے منہاج القرآن ہی سے من وعن نقل کی ہے تاکہ ترجمے کی غلطی کا الزام نہ رہے۔ چنانچہ 'صوفیا کا وجد ورقص ...... سنتِ صحابہ کرام' کا عنوان باندھ کر مزید کہتے ہیں:

اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی مختلف طرق واسانید سے روایت کیا ہے جس میں مختلف الفاظ اور مختلف مفاہیم بیان کیے گئے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے روایت کرنے سے ان تمام طرق واسانید کو امام بخاری رحمہ اللہ کی تائید حاصل ہوگئی، کیونکہ واقعہ ایک ہے اگرچہ طرق، اسانید اور الفاظ مختلف ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جو الفاظ نقل کیے وہ یہ ہیں:

”عن أنس قال كَانَتِ الْحَبَشَةُ يَزْفِنُوْنَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَرْقُصُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ مُحَمَّدٌ عَبْدٌصَالِحٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا يَقُوْلُوْنَ؟ قَالُوْا: يَقُوْلُوْنَ مُحَمَّدٌ عَبْدٌصَالِحٌ“

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبشی حضور ﷺ کے سامنے رقص کر رہے تھے اور ساتھ کہتے جاتے، محمد نیک بندے ہیں (وہ لوگ چونکہ حبشی تھے اس لئے اپنی زبان میں پڑھ رہے تھے) حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا کہتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ اپنی زبان اور لہجے میں رقص کرتے

ہوئے کہہ رہے ہیں محمد عبد صالح"[مسند أحمد: ۳/ ۱۵۲، رقم الحدیث: ۱۲۵۶۲، منہاج القرآن مارچ ۲۰۰۷ء ص۴۰، ۴۱]

قبل اس کے کہ ہم ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ گذارشات کا علمی و تحقیقی محاکمہ کریں ہم ڈاکٹر صاحب کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی حنفی کا ایک اہم فتویٰ پیش خدمت کرتے ہیں۔ مولانا کہتے ہیں:

"احادیث مرویہ بالمعنی صحیحین وغیرہما، صحاح وسنن، مسانید ومعاجم وجوامع واجزاء وغیرہما میں دیکھئے صدہا مثالیں اس کی ملیں گی کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں کوئی پوری، کوئی ایک ٹکڑا، کوئی دوسرا، کوئی کس طرح کوئی کس طرح، جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے چنانچہ امام الشأن ابو حاتم رازیؒ معاصر امام بخاریؒ فرماتے ہیں ہم جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اس کی حقیقت نہ پہچانتے۔" [فتاویٰ رضویہ: ۵/ ۳۰۱، مطبوعہ جامعہ نظامیہ]

لہٰذا ہم صرف صحیح بخاری سے مذکورۃ الصدر حدیث بخاریؒ سے ملتے جلتے الفاظ اور اُن پر باندھے گئے ابواب کو ذیل میں نقل کرتے ہیں تاکہ بات بالکل واضح ہوجائے۔

① أن عائشة قالت: "لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَوْماً عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهِ أَنْظُرُ إِلَى لَعْبِهِمْ" وعن عائشة قالت: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ"

[كتاب الصلوٰة، باب أصحاب الحراب في المسجد: ۴۵۴، ۴۵۵]

② "...... وَكَانَ يَوْمُ عِيْدٍ يَلْعَبُ فِيْهِ السُّوْدَانُ بِالدَّرْقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَإِمَّا قَالَ: أَتَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ" ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَأَقَامَنِيْ وَرَاءَهُ، خَدِّيْ عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: « دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ » حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: « حَسْبُكِ » ؟ قُلْتُ: نَعَمْ: قَالَ « فَاذْهَبِيْ »

[كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد، رقم: ۹۵۰]

③ "وقالت عائشة: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِيْ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهُمْ، أَمْناً بَنِيْ أَرْفِدَةَ»، يَعْنِيْ مِنَ الأَمْنِ" [كتاب العيدين، باب إذا فاته العيد يصلي ركعتين، رقم ۹۸۸]

④ قالت: وَكَانَ يَوْمُ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرْقِ وَالْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَإِمَّا قَالَ: "أَتَشْتَهِيْنَ أَنْ تَنْظُرِيْ؟" فَقَالَتْ: نَعَمْ فَأَقَامَنِيْ وَرَاءَهُ، خَدِّيْ عَلَى خَدِّهِ وَيَقُوْلُ: « دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ » حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ،

قال: حسبك؟ قلت: نعم، قال: «فاذهبي» قال أحمد فلما عمل'

[كتاب الجهاد والسير، باب الدرق، رقم ۲۹۰۷]

⑤ وقالت عائشة "رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهُمْ، أَمْنًا بَنِيْ أَرْفِدَةَ» يعني من الأمن" [كتاب المناقب، باب قصة الحبش وقول النبي ﷺ «يا بني أرفدة»، رقم ۳۵۳۰]

⑥ عن عائشة قالت: "كَانَ الْحَبْشُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فَيَسْتُرُنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَنْظُرُ، فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتّٰى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ ... الخ"

[كتاب النكاح، باب حُسن المعاشرة مع الأهل، رقم ۵۱۹۰]

⑦ عن عائشة قالت: "رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّذِيْ أَسْأَمُ ... الخ"

[كتاب النكاح، باب نظر المرأة إلى الحبش ونحوهم من غير ريبة، رقم ۵۲۳۶]

غور کیجئے! کہ صحیح بخاری میں یہ حقیقت سات مقامات پر بیان ہوئی ہے اور ہر مقام پر 'لعب' کا ذکر موجود ہے جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی کہ حبشی آلات حرب و درق کے ساتھ کھیل کا مظاہرہ کرتے تھے اور جنگی مشقیں کیا کرتے تھے نہ کہ رقص و وجد۔

ڈاکٹر موصوف کی گذشتہ کلام میں بھی چند ایک باتیں قابل غور ہیں:

① ڈاکٹر صاحب کے نزدیک 'زفن' اور 'رقص' میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ مسند احمد کی حدیث کے ترجمے سے واضح ہو رہا ہے۔ یزفنون بین یدیه رسول الله ﷺ ویرقصون کا ترجمہ "حبشی حضور ﷺ کے سامنے رقص کر رہے تھے۔" تو ضرورت اس امر کی ہے کہ 'زفن' کا معنی و مفہوم متعین کیا جائے۔ اس کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

② ڈاکٹر صاحب کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ صوفی ہیں اور رقص و وجد صوفیا کی خاص اصطلاح ہے جیسا کہ اس عنوان سے بھی [illegible] صوفی [illegible] وجد و رقص [illegible] امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے رقص و وجد مراد لیا [illegible] آپ کے نزدیک امام بخاری [illegible] نے اس 'لعب' سے مراد رقص و وجد لیا ہے؟ تو کیا ہم آپ سے پوچھ سکتے ہیں [illegible] کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں سات مختلف مقامات پر بیان کیا ہے پھر انہوں نے حدیث کے کسی باب میں 'رقص' یا 'وجد' کا لفظ استعمال کیوں نہیں کیا؟

③ اگر ڈاکٹر صاحب اپنے امام اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کے فتویٰ کی روشنی میں [illegible]

حدیث کے اور دوسری احادیث کے طرق جمع کرتے اور امام بخاری اور دوسرے ائمہ نے یہ احادیث لاکر جو اَبواب بندی کی ہے اس پر تھوڑا سا بھی غور کر لیتے تو کبھی بھی یہ ترجمہ نہ کرتے کہ ''حبشی حضور ﷺ کے سامنے رقص کررہے تھے۔''

④ **مسند احمد میں ہی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت موجود ہے جو مذکورہ روایت سے صرف تین صفحات بعد [۳/۱۶۲] پر موجود ہے جس کا متن یہ ہے۔**

"وعن أنس قال: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُوْمِهِ بِحِرَابِهِمْ فَرَحاً بِذَلِكَ"

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو آپ کے مدینہ آنے کی خوشی میں حبشیوں نے آلاتِ حرب کے ساتھ کھیل کا مظاہرہ کیا تھا۔''

لہٰذا یہ حدیث بھی اس بات پر شاہد ہے کہ 'زفن' اور 'رقص' کو تلعب بالسّلاح پر محمول کیا جائے گا چہ جائیکہ وجد و رقص کا حقیقی معنیٰ مراد لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفوسِ قدسیہ کی طرف منسوب کیا جائے، جو ان عظیم ہستیوں کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اور جس دلیل کو بنیاد بنا کر ڈاکٹر موصوف نے وجد و رقص کو صحابہ کرامؓ کی سنت قرار دیا ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

⑤ یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد پر صرف حبشیوں کو خوشی ہوئی تھی یا وہاں موجود دوسرے صحابہ و دیگر لوگوں کو بھی خوشی ہوئی تھی؟ اگر حبشیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی خوشی ہوئی تھی اور یقیناً ہوئی ہوگی تو پھر ہم ڈاکٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان لوگوں نے بھی وجد و رقص کیا تھا؟ کیا آپ اس کی کوئی صحیح مستند روایت پیش کرسکتے ہیں؟ اور اگر آپ یہ کہیں کہ باقی لوگوں کو خوشی نہیں ہوئی تو پھر صحیح بخاری کی اس حدیث کا معنی ومفہوم کیا ہوگا؟

"ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ ...... الخ"

[صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب مقدم النبي ﷺ وأصحابه المدينة، رقم ۳۹۲۵]

بات بالکل واضح ہے کہ حبشیوں نے آلاتِ حرب کے ساتھ کھیل پیش کیا اور جنگی مشق کا مظاہرہ تھا، یہ اُن کی ثقافت تھی جیسا کہ آج کل کسی ملک میں کوئی بیرونی مہمان آجائے تو اس کو آرمی کی پریڈ اور جنگی مشقیں دکھائی جاتی ہیں اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ہمیں آپ کے آنے کی خوشی ہوئی ہے۔ لہٰذا حبشیوں کے آلاتِ حرب کے ساتھ کھیل کود کو رقص و وجد پر محمول کرنا پھر اس کو سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرار دے کر صوفیا و غیر صوفیا کے رقص و وجد کو سندِ جواز بخشنا کم علمی و کم فہمی تو ہوسکتی ہے مگر فہم و فراست کبھی نہیں۔

## زفن کا معنیٰ ومفہوم

سب سے پہلے ہم ڈاکٹر صاحب کے اقتباسات نقل کرتے ہیں جن میں انہوں نے زفن کا معنیٰ رقص مراد لیا ہے۔ پھر ہم زفن کا حقیقی و اصلی معنی بیان کریں گے اور قول فیصل کے ساتھ اس کی وضاحت کریں گے۔

علامہ موصوف کہتے ہیں:

''یہ بات ذہن نشین رہے عربی زبان میں یزفنون رقص کیلئے استعمال ہوتا ہے اس پر سند درج ذیل حوالہ جات ہیں:

- امام قاضی عیاض رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض ج ۳ ص ۳۱۰ کتاب صلاۃ العیدین باب رخصتہ في اللہ کے تحت اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہیں کہ یزفنون معناہ یرقصون والزفن الرّقص
- امام نووی، شرح صحیح مسلم، ج ۶، ص ۱۸۶ کتاب صلاۃ العیدین باب الرخصۃ میں اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یزفنون ھذا کان یزفنون في یوم العید معناہ یرقصون۔
- امام عسقلانی، فتح الباری ج ۲ ص ۴۴۴ میں بیان فرماتے ہیں یزفنون أي یرقصون اور پھر لکھتے ہیں کہ جب حبشی رقص کرتے تو والصّبیان حولھا مدینہ کے بچے اُن کے اردگرد رقص کرتے اور سب کہتے جاتے محمد عبد صالح، محمد عبد صالح۔
- امام ابن منظور افریقی، لغت کی کتاب لسان العرب ج ۱۳ ص ۱۹۷، ۱۹۸ میں فرماتے ہیں کہ الزفن، الرقص، زفن یزفن زفنا وھو شبیہ بالرّقص ''رقص کرنا، یا رقص کی طرح ناچنا، زفن کہلاتا ہے۔
- علامہ زمخشری، الفائق في الغریب الحدیث ج ۲ ص ۱۱۲ میں فرماتے ہیں الزفن ھو الرقص

ان حوالوں کے بیان کرنے کا مقصود یہ تھا کہ یزفنون کے معنیٰ کے سمجھنے میں مغالطہ نہ رہے اس لفظ کے معنیٰ کو سمجھانے کیلئے بعض صحابہ اور ائمہ نے یزفنون کے ساتھ یرقصون کا لفظ استعمال کردیا۔ [منہاج القرآن، مارچ ۲۰۰۷، ص ۴۱، ۴۲]

اب ہم بالترتیب ان اقتباسات اور حوالہ جات کا جائزہ لیتے ہوئے بتلائیں گے کہ موصوف نے کیسے اپنے پسندیدہ الفاظ کو منتخب کیا اور اگلی پچھلی عبارت کو چھوڑ دیا؟ اگر عبارتیں نقل کی جاتیں تو بات

یہیں واضح ہو جاتی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اہل عرب نے زفن کے معنی صرف رقص مراد نہیں لیے بلکہ "اللعب الدفع، شبیه بالرقص" بھی مراد لیے ہیں۔ لہٰذا موصوف کی یہ بات غلط ثابت ہوئی، کہ اس کے معنی رقص کے ہیں۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی شرح میں، یزفنون کے تحت، کتاب العیدین، باب الرّخصة في اللعب، الذی لا معصیة فیه في أیام العید، جو لکھا ہے ہم پوری عبارت نقل کرتے ہیں۔

"وقوله في الحبشة: "یزفنون" في الحدیث الآخر ولم یأت عندهم في سائر الأحادیث سوی اللعب بالسلاح فقیل، معناه: یرقصون، والزفن: الرقص، وهو وثبهم بسلاحهم تلك وحجلهم أثناء عملهم بها کحرکة المثاقف ..... أن النبی ﷺ یری لعبهم ..... الخ" [شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض ۳۱۰/۳]

غور فرمائیں کہ ہماری نقل کی ہوئی عبارت اور موصوف کی عبارت میں کس قدر فرق ہے۔ موصوف نے زفن۔ کے لغوی اور مرجوع معنی کو پسند کیا ہے جبکہ ہم نے زفن کے حقیقی و اصلی اور راجح معنی کو منتخب کیا ہے اور یہی موقف قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ہے بلکہ سب محدثین نے ان تمام اَحادیث میں جہاں یزفنون کا لفظ آیا ہے اس کو لعب بالسلاح پر محمول کیا ہے۔ پھر بھی موصوف کہیں کہ زفن کا معنی محض رقص کرنا ہے تو یہ اُن کی من مانی تعبیر تو ہو سکتی ہے حدیث کی تشریح و توضیح نہیں اور اگر ہم مان بھی لیں کہ زفن کا معنی رقص کرنا ہے جو قاضی عیاض نے صیغہ تمریض سے بیان کیا ہے تو اس کو مروجہ رقص و وجد پر محمول کرنا کہاں کا انصاف ہے جبکہ قاضی صاحب تو کہتے ہیں حبشیوں کے رقص کی کیفیت تو تیغ بازی کرنے والے کی مانند تھی جو اپنے مقابل پر اچھل کود کر حملہ کرتا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے رقص و وجد کی کیفیت و نوعیت کیا ہوتی ہے؟ یا للعجب

❁ امام نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں، پوری عبارت پیش خدمت ہے۔

"قولها: جاء حبش یزفنون في یوم عید في المسجد" هو بفتح الیاء وإسكان الزاي و كسر الفاء ومعناه. یرقصون وحمله العلماء علی التوثب بسلاحهم ولعبهم بحرابهم علی قریب من هیئة الراقص، لأن معظم الروایات إنما فیها لعبهم بحرابهم فیتأول هذه اللفظة علی موافقة سائر الرّوایات [۳۲۶/۶]

یہاں بھی موصوف نے اپنا پسندیدہ لفظ یرقصون فوراً نقل کر دیا لیکن اگلی عبارت پر غور نہیں کیا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یزفنون کا لغوی معنی تو یرقصون ہے، لیکن علماء نے اس کو [illegible] ہتھیاروں کے ساتھ

کھیل کود کرنے پر محمول کیا ہے جو کہ رقص کرنے والے کی کیفیت کے قریب قریب ہوتا ہے۔''

پھر اپنا فیصلہ سناتے ہیں:

''کیونکہ اکثر روایات میں حبشیوں کے لعب بالحراب کا ذکر ہے چنانچہ اس لفظ یزفنون کی تاویل باقی ساری روایات کی موافقت میں کی جائے گی۔''

لٰہذا یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ امام نووی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی زفن کے لفظ کو حبشیوں کے آلات حرب کے ساتھ کھیلنے پر محمول کیا جائے گا۔ گویا یہ موقف بھی موصوف کے موقف کے مخالف ہوا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

- ڈاکٹر موصوف نے فتح الباری (۴۴۴/۲) کا حوالہ دیا ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی یزفنون أي یرقصون معنیٰ مراد لیا ہے لیکن ہمیں یہ الفاظ یزفنون أي یرقصون مذکورہ صفحہ پر نہیں ملے اگر موصوف کی نشاندہی کر دیں کہ امام عسقلانی نے بایں الفاظ نقل کئے ہیں تو ہم ان کے مشکور ہوں گے۔

- امام ابن منظور رحمہ اللہ اپنی کتاب لسان العرب میں جہاں زفن کا معنی شبیہ بالرقص کرتے ہیں وہاں یہ بھی لکھتے ہیں وأصل الزّفن: اللعب والدّفع جو ڈاکٹر موصوف کی نظروں سے اوجھل رہے، یا شاید موصوف کے پاس کوئی ایسا نسخہ ہو جس میں یہ لفظ موجود نہ ہوں؟

لٰہذا امام ابن منظور کے نزدیک بھی زفن کا حقیقی و اصلی معنی اللعب والدفع کھیل کود کرنا، دھکیلنا یا دفاع کرنا وغیرہ ہے نہ کہ حقیقی رقص ہے بلکہ رقص کے مشابہہ ہے یعنی رقص کی طرح اچھلنے کودنے کا نام ہے اور یہی معنی لغت کے معروف امام علامہ ابن درید رحمہ اللہ نے کیا ہے کہ الزفن شبیہ بالرقص. [جمهرة اللغة: ۱۲/۳]

زفن، رقص کی طرح حرکت کرنے کا نام ہے۔ نہ کہ حقیقی و اصلی رقص ہے چنانچہ زفن کو توسعاً رقص سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی یوں نہیں کہ اصلی اور حقیقی معنی ہی رقص ہے چنانچہ ابن جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

زفن الحبشة نوع من المشي بتشبيب يفعل عند اللقاء بالحرب [تلبيس إبليس: ص۲۲۵]

''کہ حبشیوں کا زفن چلنے کی ایک قسم ہے جو لڑائی کی ابتدا میں چلی جاتی ہے۔''

- امام زمخشری رحمہ اللہ اپنی تصنیف الفائق في غريب الحديث میں لکھتے ہیں:

"الزفن: الرقص وأصله الدفع الشّديد والركل بالرجل، يقال: زبنه وزفنه وناقة زبون وزفون إذ دفعت حالبها برجلها" [۱۱۲/۲]

''زفن کا لغوی معنی تو رقص ہے لیکن اس کا اصل معنیٰ یہ ہے کہ شدید دھکا دینا اور لات مارنا ہے جیسے کہا جاتا ہے اس نے اس کو دھکیلا اور دھکا دیا اور لات مارنے اور ہٹانے والی اونٹنی، جب وہ اپنے دودھ

دھونے والے کو لات مار کر ہٹاتی ہے۔"

قابل غور بات ہے کہ امام زمخشری رحمہ اللہ نے تو زفن کا معنی الدفع والرکل بالرجل لیا ہے یعنی دھکا دینا، لات مارنا، یا ہٹانا، لیکن موصوف نے زفن کا معنی رقص کرنا مراد لیا ہے یعنی ناچنا۔ یہاں بھی موصوف نے اپنا من پسند معنی رقص مراد لیا ہے، لیکن حقیقت کی دنیا میں نہیں جاتے، معلوم نہیں کون سی چیز ان کو حقیقت و اصلیت قبول کرنے سے مانع ہے؟

## زفن کا اصلی، حقیقی اور راجح معنی ومفہوم

ہر صاحب بصیرت ہماری گذشتہ بحث سے ہی بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ زفن کا اصلی معنی کیا ہے لیکن ہم اپنی بات کو پختہ کرنے کیلئے حسب ذیل مزید حوالہ جات دے رہیں ہیں تاکہ کسی قسم کا کوئی تردد باقی نہ رہے۔

- اہل لغت میں امام ابن الاثیر رحمہ اللہ اور امام ابن منظور رحمہ اللہ نے زفن کے اصلی معنی کو متعین کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"أصل الزفن: اللعب والدفع" [النهاية: ٣٠٥/٢، لسان العرب: ١٩٧/١٣]

"زفن کے اصلی معنی کھیلنا اور ہٹانا یا دفع کرنا ہے۔"

- معروف صوفی علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وقال الشيخ عزّ الدين ابن عبد السلام في تمكينه ﷺ الحبشة من اللعب في المسجد دليل على جواز ذلك، فلم كره العلماء اللعب فى المساجد؟ قال والجواب أن لعب الحبشة كان بالسلاح واللعب بالسلاح مندوب إليه للقوة على الجهاد فصار ذلك من القرب كإقراء علم وتسبيح وغير ذلك من القرب" [شرح سنن النسائي للسيوطي: ١٩٧/٣، نیز دیکھئے: الفتح الربانی: ١٦١/٦، كف الرعاع عن محرمات اللهو والسماع لابن حجر هيثمي: ٢٨٣/٢ مع الزواجر]

"اور امام عزالدین ابن عبدالسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں حبشیوں کے کھیل کو رسول اللہ ﷺ کا برقرار رکھنا اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے پھر علمائے کرام اس کو مکروہ کیوں جانتے ہیں؟ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ حبشیوں کا کھیل اسلحہ کے ساتھ تھا اور اسلحہ کے ساتھ کھیلنا، قوت جہاد کیلئے مندوب ہے اس لئے یہ کھیل بھی اسی طرح قرب کا ذریعہ بن گیا جس طرح مسجد میں علم حاصل کرنا اور تسبیح وغیرہ قرب کا ذریعہ ہیں۔"

قابل غور بات یہ ہے کہ امام سیوطی رحمہ اللہ سے موصوف نے رقص ووجد کے جواز پر فتویٰ نقل کیا ہے اور اس فتویٰ میں امام عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ کا نام بھی مذکور ہے موصوف نے اپنے موقف کو

ثابت کرنے کیلئے امام سیوطی رحمہ اللہ کے فتویٰ کو تو حجت سمجھا، لیکن اپنے موقف کے خلاف اس قول کو حجت نہ سمجھا۔ یا للعجب

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"كون اللعب كان بالسلاح عد من باب إعداد القوة للأعداء فلذلك لعبوا في حضرته في المسجد وقررهم على ذلك" [حاشيه سنن النسائي:۱۹۵/۳]

''(حبشیوں) کا کھیل اسلحہ کے ساتھ تھا جس کو دشمنوں کیلئے تیاریٔ قوت میں شمار کیا جائے گا اسی وجہ سے (حبشیوں) نے مسجد میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں یہ کھیل کھیلا تھا اور آپ ﷺ نے بھی اُن کو اسی پر برقرار رکھا۔ (یعنی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا)''

❁ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ شارح بخاری لکھتے ہیں:

"فإن لعب الحبشة بحرابهم كان للتمرين على الحرب" [فتح الباري:۵۵۳/۲]

''یقیناً حبشیوں کا کھیل، نیزوں کے ساتھ تھا جو جنگی مشق کیلئے تھا۔''

جبکہ موصوف کہتے ہیں کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے یزفنون کا معنی یرقصون کیا ہے اگر ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک زفن کا معنی رقص ہی تھا تو پھر ان کے اس قول کی کیا تاویل کریں گے؟

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں:

"وفي حديث الحبشة جواز اللعب بالسلاح والمثاقفة، لأن فيه تدريباً على العمل بها في الحرب وتمريناً لأيدى عليها وكون ذلك في المسجد إما لأنه من هذا الباب كأنه من أعمال البر أو كما قيل، كان في أوّل الإسلام"

[شرح صحيح مسلم للقاضي:۳۰۸/۳، ۳۰۹)

''حبشیوں کی حدیث میں، اسلحہ کے ساتھ کھیلنے اور تیغ بازی کرنے پر جواز ملتا ہے، کیونکہ اس میں، جنگ کے وقت کارروائی پر مہارت اور اس پر مشق پنہاں ہے، مسجد میں اسلحہ کے ساتھ کھیلنا یا تو نیکی کے اعمال میں سے ہے یا پھر شروع اسلام میں ایسا ہوتا تھا۔''

❁ امام محمد بن خلیفہ الوشنانی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

"يزفنون" حمله العلماء على الوثب بسلاحهم ولعبهم بحرابهم ليوافق ما في غير هذا في لفظ يلعبون بحرابهم"[إكمال إكمال المعلم:۲۷۳/۳]

''یزفنون کو علما نے حبشیوں کا اُن کے اسلحہ اور نیزوں کے ساتھ کھیلنے کودنے پر محمول کیا ہے تاکہ یلعبون بحرابھم کے مطابق معنی بن جائے۔

❁ امام المہلب رحمہ اللہ شارح بخاری فرماتے ہیں:

"المسجد موضع لأمر جماعة المسلمين فما كان من الأعمال مما يجمع

منفعة الدين وأهله فهو جائز في المسجد واللعب بالحرب من تدريب الجوارح على معاني الحروف وهو من الاشتداد للعدو والقوة على الحرب فهو جائز في المسجد وغيره" [اتحاد السادة المتقين:٤٩٥/٦،فتح الباري:٥٤٩/١]

''مسجد مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی جگہ ہے لہٰذا جن اعمال میں دین اور مسلمانوں کا فائدہ ہے وہ تو مسجد میں جائز ہیں اور برچھیوں سے کھیلنا، لڑائی کیلئے اپنے آپ کو تیار کرنے، دشمن سے مقابلے اور لڑائی کیلئے قوت حاصل کرنے کیلئے ہے لہٰذا یہ مسجد اور غیر مسجد میں جائز ہے۔''

لہٰذا حبشیوں کے اس کھیل کو مروجہ رقص و وجد پر محمول کرنا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں۔ یہ کھیل بالکل اسی نوعیت کا ہے جس کا مظاہرہ ہمارے ہاں بعض مقامات پر گتکا کھیلنے والے کرتے ہیں پہلے زمانوں میں جدید اسلحہ اور جدید ٹیکنالوجی تو نہ تھی بس یہی گتکا لڑائی، اپنے دفاع میں ایک کامیاب ترین ہتھیار سمجھا جاتا تھا جس کی باقاعدہ تربیت حاصل کی جاتی تھی جس میں اچھلنا، کودنا اور لاٹھی کے ذریعے مختلف دفاعی انداز اختیار کرنا باقاعدہ ایک فن کی حیثیت رکھتا تھا جسے گتکا بازی کہا جاتا ہے اور تیغ زنی، نیزوں اور برچھیوں کے ساتھ حبشیوں کا کھیل کھیلنا بالکل اسی کی مثل تھا۔ جس کو 'زفن' سے تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ اس کو صوفیا و غیر صوفیا کے مروجہ رقص و وجد پر محمول کرنا کسی طور درست نہیں ہے۔

## امام نووی، امام ابن حبان اور امام نسائی رحمہم اللہ کی اَبواب بندی

جن اَحادیث میں 'زفن' کا لفظ موجود ہے ان پر کبار ائمہ نے جو ابواب بندی کی ہے ان میں 'وجد ورقص' کا لفظ تو دور کی بات 'زفن' کا لفظ بھی ذکر نہیں کیا بلکہ 'لعب' کا لفظ استعمال کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کبار ائمہ کے نزدیک بھی 'زفن' کا معنی لعب بالسلاح اور لعب بالحراب ہے۔ علاوہ اَزیں امام بخاری کی حدیث کے الفاظ لعبوا بحرابهم سے بھی ان ائمہ کے موقف کو تقویت ملتی ہے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

① صحيح مسلم، باب الرخصة في اللعب الذي لامعصية فيه في أيام العيد [شرح النووي:٣٠٦/٣]

② سنن النسائي، باب إباحة الرجل لزوجته النظر إلى اللعب [١٨١/٨]

③ صحيح ابن حبان، باب ذكر ما بعض ما كانت الحبشة تقول في لعبهم ذلك [٥٤٥/٧]

## قولِ فیصل

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی لسانِ اَقدس سے نکلے ہوئے ارشادات

وفرمودات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے بڑھ کر سمجھنے والے تھے، چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے براہ راست آپ ﷺ سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ ﷺ کے سامنے اگر کوئی صحابی عمل کرتا یا مشورہ دیتا یا بات کرتا اور آپ ﷺ اس پر خاموشی اختیار فرماتے تو اس کو تقریری حدیث کا درجہ دیا جاتا ہے۔

چنانچہ حبشیوں نے آپ کے سامنے کھیل کا مظاہرہ کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ صحیح مسلم کی وہ روایت جس میں یزفنون کا لفظ موجود ہے وہ بھی عفیفہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات میں سے ہے اور کائنات کی فقیہہ، اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 'زفن' کا معنی، 'لعب' کیا ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فقاہت وفراست کے مقابلے میں کسی لغوی، یا اُصولی امام کا حوالہ دینا چہ معنی دارند۔

روایت کا متن یہ ہے:

"عن عائشة قالت: جَاءَ حَبْشٌ يَزْفِنُوْنَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فِيْ الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِيْ النَّبِيُّ فَوَضَعْتُ رَأسِيْ عَلَى مَنْكَبِهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعْبِهِمْ حَتَّى كُنْتُ أنَا الَّتِيْ أَنْصَرِفُ عَنْ النَّظْرِ إِلَيْهِمْ" [صحيح مسلم مع شرح النووى، كتاب صلاة العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لامعصية فيه في أيام العيد: ۴۲۵/۶]

غور فرمائیں کہ اس حدیث مبارک میں "یزفنون" کا لفظ موجود ہے اور صدیقہ کائنات اس کا معنی کھیل لے رہی ہیں۔ فرماتی ہیں "أنظر إلى لعبهم" کہ میں اُن کے کھیل کود کی طرف دیکھ رہی تھی۔ گویا حضرت عائشہؓ نے زفن کا معنی لعب مراد لیا ہے۔ اگر ان کے نزدیک زفن کا معنی رقص و وجد ہوتا تو ضرور ارشاد فرماتیں: "أنظر إلى رقصهم يا أنظر إلى وجدهم" بات واضح ہے کہ حبشی رقص نہیں بلکہ اسلحہ کے ساتھ کھیل کود کر رہے تھے مراد یہ کہ جنگی مشقیں کر رہے تھے۔

ان واضح تصریحات کے باوجود ڈاکٹر موصوف 'زفن' کا معنی 'رقص' کرنے پر مصر ہیں ان کو چاہئے کہ وہ صدیقہ کائنات کے قول فیصل کو تسلیم کرلیں اور یہی اکثر ائمہ، شارحین، اہل لغت کا موقف ہے یا پھر اس بات کا بھی دعویٰ کردیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 'زفن' کا جو معنی متعین کیا ہے وہ غلط ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک

چنانچہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم 'زفن' اور 'رقص' کا معنی لعب بالسلاح ہی کریں گے، لہٰذا "یزفنون اور یرقصون" کا معنی یہ ہوگا کہ (حبشی) نبی کریم ﷺ کے سامنے نیزوں اور برچھیوں کے ساتھ کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

اب ہم اس معنی کو ذہن نشین کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کے چند ایک 'اقتباسات' کا جائزہ لیتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں:

''جامع ترمذی: ۵/۶۲۱ کتاب المناقب میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:''فإذا حبشة تزفن والصبيان حولها'' ''حبشی رقص کررہے تھے اور مدینہ کے بچے ان کے اردگرد رقص کررہے تھے۔'' اس حدیث کو امام نسائی نے سنن الکبریٰ: ۶/۳۰ حدیث: ۸۹۵۷ میں روایت کیا۔ ان احادیث میں اسی مضمون کے تحت ایک لفظ بھی 'زفن' اور 'رقص' کے علاوہ استعمال ہوا ہے اور وہ لفظ حجل ہے۔'' [منہاج القرآن، مارچ ۲۰۰۷ء ص۴۲]

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں موصوف نے ترجمہ ہی غلط کیا ہے حبشی رقص نہیں بلکہ کھیل رہے تھے اور اسلحہ کے ساتھ کھیل رہے تھے جیسا کہ دوسری روایات اس پر شاہد ہیں اور مدینے کے بچے ان کے اردگرد رقص نہیں کررہے تھے بلکہ ان کے کھیل کو دیکھ رہے تھے چنانچہ شارحین نے لکھا ہے:

''الصبيان حولها'' أي ينظرون إليها'' بچے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

[تحفة الأحوذي: ۱۰/۲۳۲]

دوسری بات یہ ہے کہ موصوف نے سنن الکبریٰ کا حوالہ دیا ہے جلد نمبر، صفحہ نمبر اور حدیث نمبر تک لکھ دیا، لیکن شاید حدیث کے باب کو لکھنا بھول گئے ہیں یا پھر جان بوجھ کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ باب میں لفظ 'لعب' موجود تھا جو اس بات پر شاہد ہے کہ حبشی رقص نہیں بلکہ کھیل رہے تھے۔ باب کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''إباحة الرجل لزوجته النظر إلى اللعب'' [سنن الکبریٰ: ۸/۱۸۱]

ظاہری بات یہ ہے کہ موصوف نے کہا ہے کہ

''بعض صحابہ اور ائمہ نے یزفنون کے ساتھ یرقصون کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔''

کیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ 'بعض صحابہؓ' سے کون سے صحابہ مراد ہیں؟ کیا آپ کسی ایک صحابی کا نام بتلا سکتے ہیں کہ جس نے 'یزفنون' کے ساتھ 'یرقصون' لگا کر زفن کا معنی سمجھایا ہو؟ اگر آپ بتا دیں گے تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے اور اگر نہیں تو پھر 'بعض صحابہؓ' کہنے کا کیا مطلب ہے؟

## واقعۂ حجل کی تحقیق

موصوف نے واقعہ حجل سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے ''صوفیا کا رقص و وجد..... سنت صحابہ کرام'' ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس واقعہ کی تحقیق نظر قارئین پیش کی جائے۔

یہ واقعہ صحیح بخاری، سنن ترمذی، طبقات ابن سعد، سنن بیہقی، مسند بزار اور مسند احمد بن حنبل میں مختلف الفاظ و اسناد کے ساتھ موجود ہے، بعض روایات میں حجل کا لفظ موجود ہے بعض میں نہیں۔ بخاری اور سنن ترمذی میں یہ واقعہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں حجل کا لفظ موجود ہی نہیں۔ لفظ حجل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو کہ مسند احمد بن حنبل، مسند

بزار، سنن بیہقی اور طبقات ابن سعد میں موجود ہے۔ ان کی استنادی حیثیت پیش خدمت ہے:

- مسند احمد بن حنبل کے الفاظ مع سند یہ ہیں:

"حدثنا أسود أخبرنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن هانى بن هانى عن علي قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أنا وجعفرٌ وزَيْدٌ، قَالَ فَقَالَ لزَيْدٍ « أنْتَ مَوْلاَيَ » فَحَجَلَ، قَالَ: وقَالَ لِجَعْفَرٍ: "أَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي" قَالَ فَحَجَلَ وراءَ زَيْدٍ، قَالَ: وَقَالَ لِيَ: « أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ »، قَالَ: فَحَجَلْتُ وراءَ جَعْفَرٍ" [۱۰۸/۱]

- مسند بزار کے الفاظ وسند یہ ہے۔

"حدثنا محمد بن معمر قال: حدثنا عبدالله بن موسى قال حدثنا اسرائيل عن أبى اسحاق عن هانى بن هانى عن علي قال: أَتَيْنَا رَسُوْل اللهِ ﷺ أنَا وَجَعْفَرُ وَزَيْدٌ فَقَالَ لِزَيْدٍ: « أَخُونَا وَمَوْلاَنَا » فَحَجَلَ زَيْدٌ وَقَالَ لِجعْفَرٍ « أَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي » قَالَ فَحَجَلَ وَرَاءَ حَجْلِ زَيْدٍ ثمَّ قَالَ لِي « أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ » فَحَجَلْتُ وَرَاءَ جَعْفَرٍ، وهذا الحديث لا نعلم احدا رواه عن رسول الله إلا علي بن أبي طالب بهذا الإسناد" [مسند بزار بتحقيق محفوظ الرحمن زين الله: ۳۱۶/۲]

- سنن بیہقی کے الفاظ وسند یہ ہے:

"أخبرنا أبوالحسين محمد بن على بن خشيش المقرى بالكوفة ثنا أبوجعفر محمد بن علي بن دحيم الشيباني ثنا أحمد بن حازم بن أبي غرزة ثنا عبيد الله بن موسىٰ عن اسرائيل عن أبي إسحاق عن هانى بن هانى عن علي قَالَ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أنَا وَجَعْفَرٌ وَزَيْدٌ فَقَالَ لِزَيْدٍ « أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلاَنَا » فَحَجَلَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ « أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي » فَحَجَلَ وَرَاءَ حَجْلِ زَيْدٍ ثُمَّ قَالَ لِيْ « أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ » فَحَجَلْتُ وَرَاءَ حَجْلِ جَعْفَرٍ" [۲۲۶/۱۰]

- سابقہ تینوں روایات میں حجل کا لفظ موجود ہے، لیکن ان تینوں روایات کا دار ومدار 'ابواسحاق السبعی' پر ہے جو کہ مشہور مدلس راوی ہیں اور یہاں 'عن' سے روایت کر رہے ہیں اور جمہور محدثین کے نزدیک مدلس کی عنعنہ قابل قبول نہیں ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کہتے ہیں:

"عنعنۂ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار ومعتمد علیہ میں مردود ونا مستند ہے۔"

[فتاویٰ رضویہ: ۵/۵]

اور علامہ عباس رضوی جن کو محدث کبیر، مناظر اسلام اور محقق دوراں کے القابات سے متلقب کیا جاتا ہے، کہتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ مدلس راوی کا عنعنہ مردود ہوتا ہے۔"

دوسری جگہ کہتے ہیں: "مدلس راوی جب عن سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود

ہوگی۔'' [آپ ﷺ زندہ ہیں واللہ، ص ۳۰۱، مطبوعہ مکتبہ المدینۃ المنورۃ، حافظ آباد]

لہٰذا ان تصریحات کی روشنی میں مذکورہ روایات مردود اور ناقابل استدلال ہیں پھر ان جیسی روایات سے استدلال کرتے ہوئے رقص و وجد کو سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرار دینا، یہ ڈاکٹر موصوف کی نہ صرف بے انصافی ہے بلکہ بہت بڑی دھاندلی ہے، یہ روایات تب قابل استدلال ٹھہریں گی جب ابواسحاق السبعي کی متابعت ملے گی؟ لہٰذا آپ پہلے ابواسحاق السبعي کی متابعت پیش کریں۔

## ابو اِسحاق السبعي کی تدلیس

اکثر ائمہ محدثین نے عمرو بن عبداللہ ابواسحاق السبیعي کو مدلس قرار دیا ہے۔ بعض ائمہ کے اقوال حسب ذیل ہیں:

- امام المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال ابن حبان في كتاب الثقات (أبو إسحاق السبعي) كان مدنساً وكذا ذكره في المدلسين حسين الكرابيسي وأبوجعفر الطبري" [تهذيب التهذيب: ۶۶/۸]

''ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الثقات میں کہا ہے کہ ابواسحاق مدلس راوی ہے اسی طرح حسین الکرابیسی اور امام طبری رحمہ اللہ نے بھی اس کو مدلسین میں ذکر کیا ہے۔

- امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وكان مدلساً" ''ابواسحاق، مدلس راوی ہے۔'' [كتاب الثقات: ۱۷۷/۵]

- امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أبو إسحاق السبعي كان يدلس" [السنن الكبرىٰ: ۱۳۷/۶]

دوسرے مقام پر امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وروينا عن شعبة أنه قال: كفيتم تدلسين ثلاثة: الأعمش وأبو إسحاق وقتادة"

[معرفة السنن والآثار: ۲۵/۱]

''ہم نے شعبہ سے روایت کیا ہے بے شک انہوں نے فرمایا کہ تم کو تین راویوں کی تدلیس کافی ہے وہ اعمش، ابواسحاق اور قتادہ رحمہم اللہ ہیں۔''

- امام علائی اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ابواسحاق السبعي کو مدلسین کے تیسرے مرتبے میں ذکر کیا ہے اور مزید یہ کہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" مشهور بالتدليس وهو تابعي ثقة وصفه النسائي وغيره بذلك"

[جامع التحصيل: ص ۱۱۳، تعريف أهل التقديس: ص ۳۱]

''ابواسحاق باوجود ثقہ تابعی ہونے کے تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں اور امام نسائی وغیرہ نے بھی اسی

چیز کے ساتھ متصف کیا ہے۔"

❁ امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أبو إسحاق رجل من التابعين وهو ممن يعتمد عليه الناس في الحديث هو والأعمش إلا أنهما وسفيان مدلسون" [المعرفة والتاريخ ٦٣٣/٢]

"ابواسحاق تابعین میں سے ہے اور حدیث میں لوگ اس پر اعتماد کرتے ہیں، لیکن یہ، عمش اور سفیان مدلس راوی ہیں۔"

❁ طبقات ابن سعد کے الفاظ اور سند حسب ذیل ہے:

"قال: أخبرنا الفضل بن دكين قال: حدثنا حفص بن غياث عن جعفر بن محمد عن أبيه قال: إِنَّ ابْنَةَ حَمْزَةَ لَتَطُوفُ بَيْنَ الرِّجَالِ إِذْ أَخَذَ عَلِيٌّ بِيَدِهَا فَأَلْقَاهَا إِلَى فَاطِمَةَ فِي هودجها، قال فاختصم فِيهَا عَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ فَأَيْقَظُوا النَّبِيَّ ﷺ مِنْ نَوْمِهِ قَالَ: « هَلُمُّوا أَقْضِ بَيْنَكُمْ فِيهَا وَفِي غَيْرِهَا » فَقَالَ عَلِيٌّ: اِبْنَةُ عَمِّي وَأَنَا أَخْرَجْتُهَا وَأَنَا أَحَقُّ بِهَا وَقَالَ جَعْفَرٌ: اِبْنَةُ عَمِّي خَالَتُهَا عِنْدِي، وَقَالَ زَيْدٌ اِبْنَةُ أَخِي فَقَالَ فِي كُلِّ وَاحِدٍ قَوْلاً رَضِيَهُ فَقَضَى بِهَا لِجَعْفَرٍ وَقَالَ: اَلْخَالَةُ وَالِدَةٌ فَقَامَ جَعْفَرٌ فَحَجَلَ حَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ دَارَ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامِ: « مَا هَذَا؟ » قَالَ: شَيْءٌ رَأَيْتُ الْحَبَشَةَ يَصْنَعُونَهُ بِمُلُوكِهِمْ خَالَتُهَا أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَأُمُّهَا سَلْمَى بِنْتُ عُمَيْسٍ" [الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ٣٥/٤، ٣٦]

یہ واقعہ دو وجوہ کی بنا پر ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

① یہ واقعہ مرسل ہے، کیونکہ سند میں موجود جعفر بن محمد کے باپ محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے سیدنا علی بن ابی طالب کو نہیں پایا۔ چنانچہ امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سمعت أبا زرعة يقول: محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب لم يدرك هو ولا أبوه علي عليا" [المراسيل ص١٨٦]

"میں نے (امام المحدثین) ابوزرعہ سے سنا تھا، فرماتے تھے کہ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (المعروف ابوجعفر الباقر) نے اور اُن کے باپ علی بن حسین نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا ہے۔"

اور امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أبوجعفر محمد بن علي بن الحسين لم يدرك علي بن أبي طالب"

[سنن الترمذي، الأضاحي، باب العقيقة بشاة

رقم ۱۵۱۹]

''ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین نے حضرت علی بن ابی طالب کو نہیں پایا ہے۔''

علاوہ ازیں علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے بھی اس واقعہ کو مرسل کہا ہے۔ [نصب الراية:۲۶۸/۳]

② اس روایت کی سند میں حفص بن غیاث ہیں جو کہ مشہور مدلس راوی ہیں اور صیغۂ عن سے روایت کررہے ہیں اور مدلس راوی کی عنعنہ جمہور محدثین کے نزدیک قابل قبول اور اس کی روایت ناقابل استدلال ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ راوی کسی دوسرے مقام پر صیغہ صراحت کے ساتھ سماع کرے۔ اگر اس روایت کے راوی حفص بن غیاث کا اس روایت میں کسی دوسرے مقام پر جعفر بن محمد سے سماع صراحت کے ساتھ ثابت ہے تو موصوف پیش کریں۔

## حفص بن غیاث کی تدلیس

حفص بن غیاث کی تدلیس پر چند ائمہ کے اقوال درج ذیل ہیں:

- مشہور مؤرخ امام ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ میں ہی حفص بن غیاث کو مدلس راوی قرار دیا ہے:

"وكان ثقة مأمونا ثبتا إلا أنه كان يدلس" [۳۹۰/۶]

''حفص بن غیاث، ثقہ، مأمون اور ثبت ہیں مگر تدلیس کرتے ہیں۔''

موصوف نے جس طرح طبقات ابن سعد سے روایت تو پیش کی ہے اس طرح ان کو چاہیے کہ وہ ابن سعد کے اس قول کو بھی پیش نظر رکھیں۔

- امام ابن العراقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"حفص بن غياث الكوفي ذكره بالتدليس أحمد بن حنبل في رواية الأثرم عنه"

[کتاب المدلسین للعراقی،ص۴۵، جامع التحصيل للعلائی ص۱۰۷، تهذيب التهذيب:۴۱۷/۲]

''حفص بن غیاث کوفی کو احمد بن حنبل نے اثرم کی روایت میں جو اُن سے مروی ہے تدلیس کے ساتھ ذکر کیا ہے۔''

- علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے حفص بن غیاث کو مدلسین کے پہلے مرتبے میں ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں:

"الكوفي القاضي أحد الثقات من أتباع التابعين وصفه أحمد بن حنبل والدار قطني بالتدليس"

''حفص غیاث کوفی جو قاضی ہیں ثقات تبع تابعین میں سے ہیں، احمد بن حنبل اور دارقطنی نے ان کو

تدلیس سے متصف کیا ہے۔'' [تعریف أهل التدلیس: ص۱۴]

ایک اور مقام پر احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"وكان حفص يدلس وهيثم وسفيان" [مسائل حرب بن إسماعيل لأحمد وإسحاق بن راهويه، ص۴۵۴]

''حفص مدلس ہیں ہیثم اور سفیان بھی مدلس ہیں۔''

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جس واقعہ حجل سے استدلال کرتے ہوئے صوفیا کے رقص و وجد کو سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرار دیا ہے وہ واقعہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ لہٰذا اس سے استدلال کرنا نہ صرف موصوف کی کم علمی پر بین دلیل ہے بلکہ عظمتِ صحابہ اور وقارِ صحابہ کے بھی منافی ہے۔ لہٰذا اس طرح کی بے انصافیاں اور دھاندلیاں ایک ایسی شخصیت کو زیب نہیں دیتیں جس کو شیخ الاسلام کے لقب سے متلقب کیا جاتا ہے۔ صوفیا کا وجد ورقص، بدعتِ اہل الہویٰ تو ہوسکتی ہے مگر سنتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں ہوسکتی، جبکہ موصوف لکھتے ہیں

''اس (واقعہ) سے محفل نعت، محفل سماع کے درمیان صوفیا کا فرحت، وجد وکیف، سرور ولذت میں مغلوب ہوکر رقص کرنا سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ میں نے کوئی ایک حوالہ بھی صوفیا کا نہیں دیا۔ کوئی کہے کہ یہ صوفیا کی حکایات ہیں، نہیں، میں نے تو ایک حوالہ بھی کسی صوفی کا نہیں دیا، بلکہ میں نے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حوالہ دیا اور محدثین و کتب حدیث سے ثابت کیا ہے۔''

[منہاج القرآن، مارچ ۲۰۰۷، ص۴۳]

جب واقعہ نا قابلِ استدلال ہے تو سنت صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے ثابت ہوگی، ہم نے جو کچھ بھی اس واقعہ کی تحقیق میں لکھا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ محدثین کی عدالت کی روشنی میں اور کتب حدیث کے حوالہ جات کے ساتھ لکھا ہے جب یہ واقعہ میزانِ محدثین میں ضعف سے متصف ہے تو پھر اس سے محفل نعت، محفل سماع کے درمیان صوفیا کا رقص و وجد ثابت کرنا، چہ معنی دارد۔

کیا موصوف کے منہج کی دیواریں ضعیف احادیث اور مرجوح اقوال پر قائم ہیں یا ؟

لہٰذا ہمارا گذشتہ بحث سے دو نکات واضح ہوئے ہیں:

① زفن کا معنی رقص نہیں بلکہ تلعب بالحراب و السلاح ہے چنانچہ جن احادیث میں 'زفن' یا 'رقص' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ دوسری روایات کی رعایت کرتے ہوئے اس کا معنی لعب مراد لیا جائے گا اور یہی راجح موقف ہے۔

② صوفیا کا وجد و رقص، سنتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں ہے۔ کیونکہ جس واقعہ سے استدلال کیا گیا ہے وہ واقعہ میزانِ محدثین میں ضعیف ہے اور نا قابلِ استدلال ہے۔

اب ان دونوں نکات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم آگے بحث کرتے ہیں۔

## موصوف کا تذبذب

موصوف 'صفحہ ۴۳' پر ''مسجد نبوی میں حبشیوں کے رقص و وجد کی حقیقت...... استقبالِ مصطفیٰ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ رقص اور وجد کیا تھا؟ یہاں وہ راز بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حبشیوں کا رقص کیا تھا؟ محدثین اور آئمہ فقہ نے اس حدیث بارے جو موقف اپنایا وہ بھی درست ہے اس لئے کہ اس سے مسائل فقہ سامنے آئے مگر ہماری طرف اور ہے، ائمہ حدیث و فقہ کا دھیان اس طرف چلا گیا کہ حبشی ہر سال، عید کے دن آتے اور جنگی تیاریاں اور مشق کرتے تھے کیونکہ جہاد کیلئے آلات حرب سے تیاری کرنا ضروری ہوتا تھا۔ علما، محدثین اور فقہا کا یہ موقف جائز اور درست ہے۔''

ڈاکٹر صاحب کی اس عبارت سے چند چیزیں واضح ہوئی ہیں۔

① حبشیوں کا رقص مروجہ رقص و وجد جیسا نہیں تھا بلکہ وہ جنگی تیاریوں اور مشق کیلئے تھا اور آلاتِ حرب کے ساتھ تھا۔

② ہر سال ہوتا تھا اور عید والے دن ہوتا تھا۔

③ اس رقص کے بارے میں علما، محدثین اور فقہا کا موقف بھی درست اور جائز ہے کہ حبشی اسلحوں، برچھیوں اور نیزوں کے ساتھ کھیل کا مظاہرہ کرتے تھے۔

یہاں ایک بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا موقف و منہج علما، محدثین اور فقہا کے موقف و منہج کے مخالف ہے اور اس حقیقت کا خود انہوں نے اعتراف کیا ہے۔ کیونکہ ان کو احکام فقہ کی بجائے احکامِ عشق کی تلاش ہے۔

یہاں موصوف اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ حبشیوں کا کھیل عید والے دن ہوتا تھا اور اس کو درست بھی قرار دے رہے ہیں جب کہ اگلے صفحے پر اس سے انکار کر رہے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

''یہاں اس بات کو واضح کر دوں کہ حبشی اس دن یہ عمل کرتے تھے کیونکہ عید کے احکامات تو مدینہ آنے کے بعد نازل ہوئے۔ حبشیوں کا یہ عمل اس دن ہوتا تھا جس دن حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے۔ یہ رقص، استقبالِ مصطفیٰ کا رقص تھا۔'' (ص ۴۴)

گویا موصوف اس بارے میں متذبذب ہیں کہ حبشیوں کا رقص عید والے دن تھا یا نہیں؟ پہلے اس کو متعین کریں، اگر موصوف کی اس بات کو مان لیا جائے کہ حبشیوں کا رقص اس دن تھا جس دن نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ عید والا دن تھا یا نہیں؟ اور موصوف کے مطابق وہ عید والا دن نہیں تھا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحیح مسلم کے ان الفاظ کا معنی

ومفہوم کیا ہوگا "جاء حبش يزفنون في يوم عيد في المسجد" "کہ حبشی مسجد میں عید والے دن کھیل کا مظاہرہ کرتے تھے۔"

مزید برآں امام نووی نے جو اس حدیث پر باب بندی کی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ "باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد" علاوہ ازیں امام بخاریؒ نے بھی باب باندھا ہے: "باب الحراب والدرق يوم العيد" چہ معنی دارد

پھر یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ رقص اس دن تھا جس دن حضور ﷺ مدینہ آئے تھے تو کیا موصوف بتا سکتے ہیں کہ یہ رقص مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے ہوا تھا یا بعد میں ہوا تھا؟ موصوف نے کہا کہ یہ رقص اسی دن ہوا اور مسجد نبوی میں ہوا تھا کیا آپ اپنی اس بات پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں؟ جب موصوف ان مذکورہ گزارشات کا بالدلائل جواب دیں گے تب ان شاء اللہ ہم بھی حقیقت کا انکشاف کریں گے کہ حبشیوں کا تلعب بالحراب کب، کہاں اور کیسے ہوا تھا۔

[جاری ہے]

☆......☆......☆

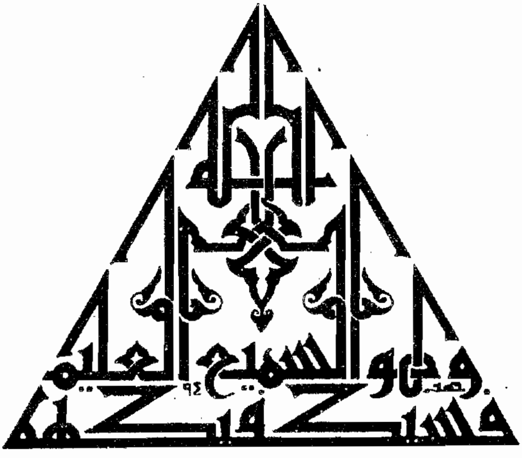

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ